© rasailojaraid.com

کرگئی اور مسلمانوں کے کانوں پہ جوں تک نہ رینگی نہ ان کی خوابِ غفلت نے انگڑائی لی۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آہ مولانا محمد الحسنی مرحوم ۲۲ رجب کے اخبار العالم الاسلامی مکہ مکرمہ کی اس المناک خبر پہ یقین نہیں آرہا کہ صحافت اسلامیہ کا ایک قوی و جری شہسوار خاندانِ سید احمد شہیدؒ کے گل سرسبد اور ہمارے مخدوم و محترم حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی دینی و ملی امیدوں اور تمناؤں کا نخلستان، محب محترم مولانا محمد الحسنی الندوی مدیر البعث الاسلامی کی ۱۳ رجب کو اچانک وفات کی شکل میں یوں اچانک اجڑ جائے گا۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون وان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی۔ مولانا محمد الحسنی ابھی عالمِ شباب میں تھے، اپنے نامور مربی و مشفق سرپرست مولانا علی میاں نے ان کی نشاۃ و تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھائی کہ خدا نے چاہا تو آگے چل کر وہ خانوادۂ حسنی کی عظمتوں کو قائم و دائم رکھ سکیں گے۔ اس مثالی تربیت و تعلیم نے مرحوم کو آغازِ شباب میں بارآور درخت بنا دیا اور اگر یہ درخت بادِ خزاں کے ہاتھوں یوں اجڑ نہ جاتا تو یقیناً آگے چل کر شجرۂ طوبیٰ بنتا۔ مگر اللہ کی مرضی کے سامنے کس کی چل سکتی ہے۔ مرحوم کو اللہ نے عجیب صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ دینی درد و حمیت، عصرِ حاضر کے مغربی اور لادینی افکار و مسائل پہ گہری نظر، وسعتِ فکر اور پھر اس کے ساتھ عربی ادب پر کامل دسترس کہ گویا وہ عربی تحریر میں مولانا ندوی کے متبنّٰی (ڈپٹی کیپٹما) بن گئے تھے اس طرح اردو ادب و صحافت میں اعلیٰ استعداد۔ اللہ اکبر۔ کیسا سرمایۂ علم و ادب نوجوانی میں ملتِ مسلمہ کو محروم کرکے چھوڑ گیا۔ پچھلے شعبان میں جب مولانا علی میاں پاکستان تشریف لائے اور دارالعلوم حقانیہ کو بھی اپنے قدوم سے نوازا تو مرحوم محمد الحسنی بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہ اُن سے میری پہلی ملاقات تھی جو یگانگتِ فکر، انس و محبت اور خلوص و بے تکلفی کی کیسی حسین یادیں چھوڑ گئی۔ اس ملاقات میں مرحوم نے اپنا پہلا اور شاید آخری عربی مجموعۂ مقالات۔ الاسلام الممتحن۔ سے نوازا اور اس تاکید کیساتھ کہ اس پہ کچھ لکھوں۔ کاش! تعمیلِ حکم کی نوبت انکی زندگی میں آجاتی۔ مرحوم اپنے زخموں کی دکان غالباً پچھلے بیس سال سے مجلۃ البعث الاسلامی کے اوراق پہ سجاتے رہے اور اپنے یکتا و یگانہ دلنشین ابوالحسنی اندازِ بیان اور اسلوبِ نگارش میں عالمِ عرب اور عالمِ اسلام کو جھنجھوڑتے رہے۔ آخری شمارہ میں تو انہوں نے گویا دل کھول کر رکھ دیا ہے۔ اور جانے سے قبل شذراتی کالموں میں وصیتیں چھوڑ کر گئے ہیں۔ الاسلام الممتحن بھی ایک دل شکستہ کا ساز ہے ——— اور

ع۔ من قماش فروشِ دل صدپارہ خویشم ——— کا مصداق۔ مرحوم کی جدائی پوری دنیائے اسلام کیلئے علم و ادب کا نقصان ہے۔ دین و دعوت کا خسارہ ہے مگر ان کے عمّ بزرگوار مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کا تو بڑھاپے کا سہارا اور امیدوں کا باغ اجڑ گیا ہے۔ ربّ ھب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من آل یعقوب۔ الآیۃ۔ مگر امید ہے کہ مولانا کی داعیانہ اور حکیمانہ عظمتیں ہی ان کے صبر و شکیب کا سہارا بن جائیں گی اور وہ کہہ سکیں گے کہ ؎

اگرچہ تلخ ملا جامِ عمرِ فانی کا
مگر محل نہیں ساقی سے بدگمانی کا

فرحمۃ اللّٰہ وارضاہ ورضی عنہ ولا نقول الا ما یرضی ربّنا۔

واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق

© rasailojaraid.com